مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۶۲ء

قسط (۲۷)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

۱۹۶۲ء کی ڈائری سے سوانحی احوال

کوئلے کی انگھیٹی کی مضر گیس سے والد، والدہ اور ہمشیرہ کی حالت بگڑنا:

۱۲؍ جنوری ۶۲ء: ہفتہ کی رات کو حضرت والد صاحب، والدہ صاحب اور ہمشیرہ (زینب سلمھا) کو کمرے میں کوئلے کی انگھیٹی کی مضر گیس سے حالت بگڑ گئی، نیم بیہوشی کا اثر ہوا مگر بحمد اللہ جلد افاقہ ہوا۔

مردہ بچے کی پیدائش عقبیٰ کا ذخیرہ:

۱۳؍ جنوری ۶۲ء: شعبان ۱۳۸۱ھ بروز ہفتہ بعد از شام گھر میں مردہ بچے کی ولادت ہوئی، بحمد للہ اہلیہ بچ گی اور بچہ ان شاءاللہ ذخیرہ عقبیٰ بنا اللھم اجعله لنا اجراً و ذخراً و شافعاً ومشفعا مولانا شیر علی شاہ نے بوقت دفن کہا۔

ے ابك على ابن السميع فانه قمر تلالأ ثم غاب سريعاً

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دارالعلوم سوات کے امتحانات کیلئے جانا:

۱۸ جنوری ۶۲ء: بروز جمعرات دارالعلوم حقانیہ سیدو شریف سوات کے امتحانات کے سلسلہ میں جانا ہوا۔ پیر کے دن تک امتحانات جاری رہے 22 جنوری کو بروز پیر صبح والی سوات سے ملاقات ہوئی اور دوپہر کا کھانا بادشاہ صاحب میاں عبدالودود کیساتھ اس کے مریائی محل مرغزار میں کھایا تقریباً ایک گھنٹہ تک گفت وشنید کا سلسلہ رہا رات سوات کے قاضی القضاۃ قاضی عزیز الرحمٰن فاضل دیوبند کے ہاں ٹھہرے 23 جنوری کو ڈائریکٹر کے وساطت سے دورہ حدیث کے نتائج پیش کیے اور پھر واپسی کی'۸ بجے رات گھر پہنچے۔

حضرت لاہوریؒ کی وفات پر لاہور کا سفر اور تعزیتی جلسہ میں شیخ الحدیث کے تعزیتی کلمات:

۹/ مارچ ۱۹۶۲ء: شوال المکرم ۱۳۸۱: بروز جمعۃ المبارک خیبر میل سے حضرت الاستاد الاقدس مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز کے فاتحہ وتعزیت کیلئے لاہور گیا' میرے ساتھ مولوی شیر علی شاہ صاحب بھی تھے' بروز ہفتہ صبح حضرت کے مکان پر حاضری دی اور دوپہر کے بعد حضرت اقدس کے تربت مبارک پر فاتحہ پڑھی۔ بروز اتوار ۴شوال موچی دروازہ میں حضرت اقدس کے بارے میں تعزیتی اجلاس میں شرکت کی جس میں اکثر علماء مشائخ اور سیاسی لیڈروں نے تعزیتی تقریریں کیں۔ رات کو تیسری نشست میں احقر نے بھی حضرت کی وفات پر والد ماجد (شیخ الحدیث مولانا عبدالحق) کا تعزیتی پیغام پڑھ کر سنایا' پیر کو دوبارہ حضرت والا کے تربت پر حاضری دی۔ فاتحہ پڑھی' عجیب انوار وبرکات کا سماں تھا۔ شیخ الحدیث مولانا ادریس صاحب کاندھلوی سے جامعہ اشرفیہ (واقع فیروز پور روڈ) میں ملاقات ہوئی اس موقع پر انہوں نے نصیحتیں فرمائیں۔

حضرت لاہوریؒ کے آرام خانہ میں ان کی بستر پر شب گزارنے کی سعادت:

۱۴/ مارچ، ۷رشوال ۱۹۶۲ء بروز بدھ:

مولانا شمس الحق افغانی نے حضرت کی مسجد میں درس قرآن دیا۔ اور پھر مولانا حمید اللہ (حضرتؒ کے فرزند) کی معیت میں بندہ مولانا مرحوم کے مزار پر الوداعی زیارت کرنے حاضر ہوا۔ دوپہر کو تیزگام سے راولپنڈی آنا ہوا' گزشتہ آخری رات (لاہور میں) حضرت اقدس کے بستر اور کمرہ میں قیام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی' جمعرات کی رات مولانا سعید الرحمٰن کے ساتھ پنڈی میں رہا اور جمعرات کے روز ۸ شوال کو اکوڑہ واپس ہوئے۔

قاری طیب صاحب کی حقانیہ میں معجزات انبیاءؑ پر خطاب اور احاطہ مدنیہ کا سنگ بنیاد:

۲۲۔۲۳ جون ۶۲ء: دارالعلوم کا عظیم سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا۔ اس میں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی۔ موصوف بروز ہفتہ 9 بجے بذریعہ کار اکوڑہ پہونچے' ہزاروں علماء اور عوام نے ان کا استقبال کیا۔ اس سے قبل میں انہیں لینے پنڈی گیا تھا۔ رات پنڈی میں ٹھہرا۔ حضرت قاری

صاحب مدظلہ نے بروز ہفتہ بعد از عصر دارالاقامۃ احاطہ مدینہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا اور اِس سے پہلے اپنے دست مبارک سے فضلاء کی دستار بندی فرمائی۔ رات کو 11 بجے سے لیکر 2 بجے تک معجزات انبیاءؑ پر فلسفیانہ عالمانہ تقریر فرمائی ان کے بعد مولانا عبداللہ درخواستی نے تقریر کی۔

حضرت قاری صاحب اتوار کے روز ۱۲ بجے پشاور تشریف لے گئے' جہاں عشاء کو چوک یادگار میں تقریر فرمائی' بعدازاں رات کا قیام وہیں رہا۔ ۲۴ جون کو راولپنڈی واپسی کرتے وقت دوبارہ دو ڈھائی گھنٹے کے لئے حقانیہ کو قدوم میمنت سے نوازا۔

جلسہ حقانیہ میں شریک ہونے والے بعض اکابر علماء ومشائخ کا تذکرہ:

اجتماع میں کثیر تعداد میں عوام الناس اور سینکڑوں علماء ومشائخ نے شرکت کیں' جن میں بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مولانا خیر محمد جالندھری' مولانا عزیر گل اسیر مالٹا' مولانا (عبدالحق) نافع گل' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا مفتی محمود' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا عبدالحنان ہزاروی' مولانا نصیرالدین غورغشتوی' خلیفہ حضرت تھانویؒ مولانا عبدالرحمٰن بہبودی' مولانا عبیداللہ انور' حضرت مفتی محمد حسن لاہوری کے صاحبزادگان' مولانا عبیداللہ اشرفی' مولانا عبدالرحمٰن اشرفی' مولانا قاری سراج احمد لاہوری' مولانا عبداللہ درخواستی' معروف شاعر امین گیلانی' مولانا عبدالستار پنڈی' مولانا عبدالباری' مولانا قاری محمد امین پنڈی' مولانا محمد رمضان' مولانا سعید الرحمٰن راولپنڈی اور اِن کے علاوہ صوبہ سرحد کے معروف علماء کرام وغیرھم۔ اس جلسے میں اندازاً پچاس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔

پرویزیت عیسائیت اور عائلی کمیشن سے متعلق مذمتی قراردادیں:

اتوار کے دن اجتماع سے مولانا محمد علی جالندھری' مولانا مفتی محمود صاحب' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا گل بادشاہ صاحب آف طورو وغیرہ نے خطابات فرمائے' اس نشست میں' عیسائیت عائلی کمیشن وغیرہ کے بارے میں مذمتی قراردادیں بھی منظور ہوئیں۔

خدام الدین میں احقر کا سپاسنامہ اور قاری طیب کا مضمون طبع ہونا:

۵ر جولائی ۱۹۶۲ء: خدام الدین میں بندہ کا سپاسنامہ طبع ہوا ہے جو میں نے جلسہ کے موقع پر قاری محمد طیب صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

۱۱ر جولائی ۱۹۶۲ء: خدام الدین میں قاری محمد طیب صاحب کا مضمون طبع ہوا ہے' جو آپ نے 'حیات النبیؐ' کے موضوع پر دورانِ قیام دارالعلوم حقانیہ تحریر فرمایا تھا۔

قاری طیب کے دو خطبات کا شائع کرنا:

۷ر ستمبر ۶۲ء: حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیو بند کے دو خطبات کا مجموعہ "ارشادات حکیم

الاسلام" کے نام سے طبع ہو گیا ہے جس میں پہلا خطاب معجزات انبیاء کے نام سے انہوں دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ دستار بندی کے جلسہ میں کیا تھا اور دوسرا خطاب "دارالعلوم دیوبند کی روحانی عظمت اور مقام" کے موضوع پر ہے جو کہ انہوں نے ابناء وفضلاء قدیم دیوبند کے تقریب سے خطاب کے دوران کیا تھا۔

تعویذ شفاء جس کی اجازت حضرت درخواستی نے دی:

ستمبر ۶۲ء جمادی الاول ۱۳۸۲ھ: حسن ابدال کے ریلوے سٹیشن پر حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی نے احقر کو تعویذ شفاء کی اجازت مرحمت فرمائی جس میں شفاء سے متعلقہ قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات تحریر کی جاتی ہیں۔

☆ ویشف صدور قوم مومنین ☆ واذا مرضت فھو یشفین ☆ قل ھو للذین امنو اھدی و شفاء ورحمة للمومنین ☆ وشفاء لما فی الصدور ☆ یخرج من بطو نھا شراب مختلف الوانه فیه شفاء لِلنّاس

یاداشت جس میں مختلف علمی وانتظامی کاموں کے نمٹانے کا عزم:

۲۱ اکتوبر ۶۲ء: اپنے کمرے میں موجود کتابوں کی ترتیب ٹھیک کرنی ہے والد صاحب کے کتابوں کو مرتب کرنا ہے، شہری مجلّوں کے فائل مرتب ومجلد کرنے ہیں، پھٹے بوسیدہ اور بے جلد کتابوں کی تجلید، چٹوں پر نام لکھکر چسپاں کرنا والد صاحب کے املائی تقاریر بخاری شریف وترمذی جو احقر نے لکھی ہیں اسکی تبییض وتسوید (صفائی کرنا)، حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے تفسیری افادات جو احقر نے قلمبند کیے ہیں اسکا مرتب اور صاف کرنا، اکابرین، اساتذہ اور معاصرین والد صاحب کے خطوط نقل اور مرتب کرنا، والد صاحب کے ذاتی اور خاندانی حالات مرتب کرنے ہیں، تقریر رسالپور (جو حضرت شیخ الحدیث نے فرمائی) کی۔ پھر کتابت کیلئے دینا اور طباعت (پریس) کرنا ان شاء اللہ

۲ نومبر ۶۲ء: محرم الحرام کے آخری ہفتے میں برادرم سید عبداللہ کاکاخیل (ابن) مولانا نافع گل صاحب آف زیارت کاکا صاحب بارادہ سفر (تعلیم وقیام) مدینہ یونیورسٹی حجاز روانہ ہوئے۔ بندہ الوداع کیلئے اس کے ہمراہ پنڈی تک گیا۔

دختر نیک اختر (زوجہ شفیق الدین فاروقی) کی پیدائش:

۲۶۔۲۷ دسمبر ۶۲ء: بدھ اور جمعرات کے درمیانی رات بوقت گیارہ بجے موافق شعبان ۱۳۸۲ھ کو تولد عزیزہ نور چشمہ نفیسہ بنت سمیع الحق بن مولانا عبدالحق بن الحاج مولانا معروف گل بن الحاج میر آفتاب بن مولانا عبدالحمید نور اللہ مرقدھم ہوا۔ عصمھا اللہ وعافاھا۔ والحمد لله علی ذلك ولیس الذكر كالانثی اللھم اجعلھا عفیفةً واحفظھا عن شرور الدھر والزمن حضرت والد ماجد نے رسم اذان ادا کیا۔

القصة في القرآن (اغراض القصة في نظر الشيخ سيد قطب الشهيد):

سيقت القصة في القرآن لتحقيق اغراض دينية بحتة .... وقدتناولت من هذه الاغراض عدداً وفيراً من الصعب استقصاء ه ' لانه يكاد تيسرب الى جميع الاغراض القرآنية ...... وانما نثبت اهم هذه الاغراض واوضحها

١: كان من اغراض القصة القرآنية اثبات الوحي والرسالة محمد صلى الله عليه وسلم لم يكن كاتباً ولاقا رئا ولاعرف عنه انه يجلس الى احبار اليهود والنصارىٰ ثم جاء ت هذه القصص في القرآن وبعضها جاء في دقة واسهاب

٢: بيان ان الدين كله من عندالله۔من عهد نوح الى محمدعليهم الصلوٰة والتسليمات

٣: بيان ان الدين كله مود الأساس۔

٤: بيان أن وسائل الانبياء في الدعوة موحدة وأن استقبال قومهم لهم متشابه۔ فضلاً على أن الدين من عندالله واحد' وأنه قائم على أساس واحد

٥: بيان ان الله ينصر انبياء ه في النهاية ويهلك المكذبين وذلك تثبيتا لمحمدﷺ وتاثيراً في نفوس من يدعوهم الى الايمان۔ كما قال الله تعالىٰ۔ وكلا نقص عليك من أنباء الرسل مانثبت به فؤادك وجاء ك في هذه الحق وموعظة وذكرىٰ للمومنين۔

٦: بيان أن الاصل المشترك بين دين محمدودين ابراهيم خاصة ثم أديان بني اسرائيل عامة۔ وا براز هذا الاتصال اشد من الاتصال العام بين جميع الاديان۔ فتكررت الاشارة الى هذا في قصص ابراهيم وموسىٰ قال تعالىٰ ان هذا لفي الصحف الاولى الخ وقال ام لم ينبّأ بما في صحف موسىٰ وابراهيم الخ وقال ان اولىٰ الناس بابراهيم الخ وقال ملة ابيكم ابراهيم الخ وقال تعالىٰ وقفينا على آثارهم الخ الى ان يقول وانزلنا اليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه الخ

٧: تصديق التبشيروالتحذيروغرض نموذ ج واقع من هذا القصص كالذي ......في سورة الحجر نبئ عبادي انى الخ وقال ونبئهم عن ضيف ابراهيم الخ ثم قال فلما جاء آل لوط المرسلون الخ

٨۔٩: وكان من أغراض القصه تنبيه أبناء آدم الى غواية الشيطان وابراز العداوة الخالدة بينه وبينهم منذ ابيهم آدم وابراز هذه العداوة عن طريق القصة

'اروع وأقوى' وادعى الى الحذرالشديد من كل حاجةٍ في النفس تدعوا الى الشر واسناد ها إلى هذا العدو الذي لايريدبا الناس خيراً ولما كان هذا موضوعاً خالداً فقد تكررت قصه آدم في مواضع شتى

۱۰: منها بیان قدرة الله علی الخوارق وبیان عاقبتہ الطیبة والصلاح وعاقبة الشروالافساد وبیان الفارق بین الحکمة الانسانیة القریبة العاجلہ والحکمة الکونیة البعیدة الآجلة

(محرم الحرام ۱۳۷۹ھ جمعة ۲۴ جولائی ۱۹۵۹۔ المقتبس من کتاب الاستاد الشیخ سید قطب التصویر الفنی فی القرآن)

امام ابن تیمیہؒ، ابوالکلام آزاد کی تحریر کے آئینہ میں امام ابن تیمیہؒ:

آیة من آیات الله وحجة قائمة من حجج الله شیخ المصلحین وملاذ المجددین۔ سند الکاملین۔ وامام العارفین وارث الانبیاء وقدوة الاولیاء حضرت شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہؒ

ان الفاظ سے امام الہند مولانا آزاد قدس سرہ العزیز نے آٹھویں صدی کے عظیم مجدد و امام ابن تیمیہ کا تذکرہ شروع کیا ہے۔ (تذکرہ ص۱۵۴ ج ا)

ابن تیمیہ کا خاندانی پس منظر اور پیدائش:

ابن تیمیہ کا خاندان حران (عراق) کا مشہور علمی و دینی خاندان تھا۔ یہ خاندان حنبلی العقیدۃ تھا، ابن تیمیہ کے دادا ابو البرکات مجدالدین کا شمار مذہب حنبلی کے ائمہ و اکابر میں ہوتا ہے۔ ان کی سب سے مشہور تصنیف اور علمی یادگار منتقی الاخبار ہے۔ ابن تیمیہ کے والد شہاب الدین عبدالحلیم ہیں جو دمشق کے جامع اموی میں درس دیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ دارالحدیث السکّریہ کے شیخ الحدیث بھی تھے۔ ان کے درس کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ بالکل زبانی اور برجستہ ہوتا تھا۔ اور اثنائے درس کسی کتاب سے مدد نہ لیتے تھے، اسی نامور دینی و علمی خاندان میں دوشنبہ ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو ابن تیمیہ کی ولادت ہوئی۔ باپ نے احمد تقی الدین نام رکھا۔ لیکن خاندانی لقب نام پر غالب آیا اور اسی سے مشہور ہوئے۔ ابن تیمیہ سات برس کے تھے کہ ان کا وطن حران تاتاریوں کی زد میں آ گیا۔ مجبور ہو کر اس کے خاندان نے دمشق ہجرت کی۔

تعلیم و تکمیل:

بچپن میں ابن تیمیہ نے بہت جلد حفظ قرآن سے فراغت حاصل کی۔ ان کے عجیب و غریب حافظہ اور سرعت حفظ نے علماء و اساتذہ کو متحیر کر دیا تھا۔ ابن تیمیہ نے بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ علوم کی تحصیل شروع کی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے والد کے مجالس درس وعظ اور علماء کے حلقوں میں بھی شریک ہونے لگے۔ ابن تیمیہ نے نحو میں سیبویہ کے الکتاب پر خاص طور سے غور و فکر کیا اس کے کمزور مقامات اور غلطیوں پر گرفت کی نظم و نثر کا ایک بڑا حصہ انہوں نے محفوظ کیا۔ نظری علوم کے علاوہ کتابت و خوشنویسی و ریاضی کو انکے اساتذہ سے حاصل کیا۔ حدیث میں سب سے پہلے امام حمیدی کی الجمع بین الصحیحین حفظ کی۔ بقول ابن عبدالہادی حدیث میں ان کی شیوخ کی

تعداد دوسو سے زیادہ ہے (الکوکب الدریۃ) مسند امام احمد کی کئی بار اور صحاح ستہ کی کئی بار سماعت کی تفسیر میں بقول انکے سو سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا کما قال ربما طالعت علی الاية الواحدة نحومائة تفسیر ثم اسأل الله الفهم اقول یا معلم آدم وابراهیم علمنی وكنت اذهب الى المساجد المهجورة ونحوها وامرّغ وجهی فی التراب واسئل الله تعالیٰ واقول یا معلم ابراهیم فهّمنی (العقود الدرية ص ٢٦)

اشاعرۃ کے زور کی وجہ سے علم کلام کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا اور ان کے عقل وفلسفہ کے ائمہ ومصنفین حتیٰ کہ حکماء یونان کی غلطیوں کو ظاہر فرمایا جس کا جواب فلسفہ کے پورے حلقہ سے نہ ہوسکا بقول کمال الدین الزملکانی قدالان الله له العلوم كما الان لداؤ والحديد الخ (مختصراً عن تاریخ دعوت وعزیمت حصہ دوئم)

نسبته الى التجسيم:

٦٩٨ ھ میں شہر حماۃ کے چند باشندوں کے ایک استفتاء (جس میں صفات خداوندی الرحمن على العرش الخ وغیرہ کے متعلق پوچھا گیا تھا) کے جواب میں آپ نے ابوالحسن اشعری، باقلانی اورامام الحرمین صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین متکلمین متقدمین کے مسلک واقوال کے مطابق دیا جو العقيدة الحموية الكبرىٰ کے نام سے مشہور ہے' اس میں صاف فرمایا کہ صفات پر علی حقیقتہٖ ایمان لانا ضروری ہے اور لیس کمثلہٖ شیئی مگر معاندین نے ہنگامہ برپا کیا اور آپ کا رشتہ مجسمہ سے وابستہ کرایا حالانکہ اس کی تردید میں آپ نے بڑا اہتمام کیا اور بار بار صفائی کی شرح حدیث النزول میں فرماتے ہیں" ان الله لا يزال فوق العرش ولايخلوا العرش منه مع دنوهٖ ونزولهٖ الى السماء الدنيا ولايكون العرش فوقه وكذلك يوم القيامة كما جاء به الكتاب والسنة وليس نزوله كنزول اجساد بنى آدم من السطح الى الارض بحيث يبقى السقف فوقهم بل الله منزه عن ذلك (٥ـ١ ص٦٩) وقال ومن الايمان بالله الايمان بما وصف به نفسه فى كتابه وبما وصف به رسوله محمد ﷺ من غير تحريف ولاتعطيل ومن غير تكيف ولا تمثيل بل يومنون بان الله ليس كمثله شيئى وهوالسميع البصير فلا ينفون ماوصف به نفسه ولايحرفون الكلم عن مواضعهٖ ويلحدون فى اسماء الله تعالیٰ وآياته ولا يمثلون صفاته بصفات خلقهٖ لانه سبحانه لاسمى له ولا كفوله ولاندله ولا يقاس بخلقهٖ سبحانه وتعالیٰ (العقيدة الوسطية)

وقدقال المصنف فى المناظرة اللتى جرت له مع خصومهٖ حين سئل عن عقيدته لمجلس نائب السلطنة بدمشق جمال الدين الافرم فا حضرعقيدته الواسطيه وقال او اخذوايذكرون نفى التشبه والتجسيم ويطنبون فى هذا ويعرضون بما ينسبه بعض الناس الينا من ذلك فقلت قولى "من غير كيف ولاتمثيل ينفى كل باطل واتفق السلف على ان الكيف غير معلوم لنا فنفيت ذلك اتباعاً لِلسَّلف الامة(مجموعة

الرسائل الکبری ص ۴۰۷-۴۱۳ ج ۱)

الی آخر ماقال فی رد التجسیم والاتہامات العجیبة ومع ذلك يقول ابن بطوطة حيث قال انه كان على منبر دمشق وقال ان الله ينزل الى سماء الدنيا كنزولي هذا ثم نزل درجة من درج المنبر انتهى۔ وهى من زلة قدم ابن بطوطة فى تشنيع الشيخ وغالب ماذكر فيه مبالغة واغلوطة قداخذه من العوام او من مخالفى وكلامه يدل على انه ليس من المحققين وتذوير ابن بطوطة يظهر من انه قال "وكنت اذ ذاك بدمشق فحضرته يوم الجمعة وهو يعظ الناس على منبر الجامع ويذكرهم الى ان قال الخ فيدعى ابن بطوطة حضور مجلسه وهو قد سجن بقلعة دمشق قبل مجئى ابن بطوطة اكثر من شهر إنتقل الشيخ يوم سادس شعبان ۷۲۶ھ وصرح ابن بطوطة فى رحلته انه وصل دمشق التاسع من رمضان ۷۲۶

(رحلة ابن بطوطة مصرى ص ۵۰)

فقد اصدق الشيخ سعدى **جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ** (التقطت من مجموعة تفاسير ابن تيمية" ص ۲۷ تا ۳۱)

معاصر اعلام واعاظم ابن تیمیہؒ:

اس زمانے میں ائمہ دین اور کاملین علوم کی ایک جماعت کثیرہ ملک کے ہر حصہ میں موجود تھی اور علی الخصوص دیار مصر وشام تو علماء وکاملین امت سے مملو تھے۔ قاضی ابوالبرکات مخزومی نے کہا ہے:

وكان فى عصره بالشام يومئذٍ سبعون مجتهداً من كل منتخب

جسے ابوالفتح ابن سید الناس اشبیلی، شمس الدین مقدسی، ابوالعلاء الضاری السبکی، قاضی ابن الزملکانی، سید ابوالمحاسن دمشقی، ابوعبداللہ حریری، ابوالعباس بن عمر الواسطی، حافظ ابوالفداء عمادالدین، حافظ ابن قدامہ مقدسی، ابواسحٰق السعدی، امام برہان الدین الفوزی، حافظ صلاح الدین بعلبکی، شیخ صفی الدین بغدادی (جن کا مفصل تذکرہ علامہ گیلانی نے نظام تعلیم وتربیت ج اول بسلسلہء مناظرہ ابن تیمیہؒ عجیب پیرایہ میں سپرد قلم کیا ہے (س۔م) حافظ ابن شامہ دمشقی، قاضی تقی الدین دقوقی، شیخ عمر بن الوردی، امام ابوالعباس بن حجی، حافظ جمال الدین عقیلی، حافظ برزالی اور شبیلی، تقی الدین سبکی، حافظ جمال الدین المزی، امام تقی الدین ابن دقیق العید، ابوحیان صاحب تفسیر، حافظ ابوعبداللہ الذہبی رحمھم اللہ اوران کے علاوہ بے شمار ائمہ واعلام عہد الخ (تذکرہ، ج ۱، ص ۱۵۵)

حافظ ذہبیؒ کا ابن تیمیہؒ کو خراج تحسین:

علماء حدیث متاخرین میں سے کسی مصنف کا بھی ہم اخلاف امت وبیچارگان دورہ آخر پر اس درجہ احسان نہیں ہے جس قدر حافظ ذہبیؒ کا ہے۔ (ابی الکلام احمدؒ) (تذکرہ: ص ۱۵۶)

وقال تلميذه الشيخ تاج السبكى فى الطبقات الكبرى۔ هورجل الرجال فى كل سبيل كان ما جمعت

الامة فی صعید واحدٍ فنظرھا (ص ۱۵۷)

یہی علامہ ذہبیؒ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے اوصاف ومدائح لکھتے لکھتے تھک گئے اور وہ ختم نہ ہوئے تو بالآ خر یہ کہہ کر خاموش ہوگئے۔ وھو اکبر من ان ینبه علی سیرته مثلی ووالله لو حلفت بین الرکن والمقام انی مارأیت بعینی مثله وانه مارأی مثل نفسهٖ ما حنثت۔ قال الامام ابی الکلامؒ وکفاك بالذھبی شاھداً

تقی الدین اضحیٰ بحر علم یجیب السائلین بلا قنوط
احاط بکل علم فیه نفع ' فقل ماشئت فی البحر المحیط (ص ۱۵۷)

وقال الذھبی: لقد نصر السنة المحضة والطریقة السلفیة' واحتج لھا ببراھین ومقدمات و امور لم یسبق الیھا واطلق عبارات احجم عنھا الاولون والاخرون۔ ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں کہ وھو عجیب فی استحضار السنة واستخراج الحجج منھا بحیث یصدق علیه ان یقال کل حدیث لایعرفه ابن تیمیہؒ فلیس بحدیث ولکن الاحاطة لله تعالیٰ۔ حافظ ذہبیؒ نے امام ابن تیمیہؒ کا ترجمہ سات سے زیادہ موقعوں پر لکھا ہے۔ لکھتے ہوئے جوش ارادت واضطراب عقیدت سے بے خود ہو جاتے ہیں۔ (ابی الکلامؒ) معجم کبیر۔ اوسط۔ صغیر۔ معجم شیوخ' تذکرۃ الحفاظ اور تاریخ الاسلام میں بالاختصار والتفصیل تذکرہ کیا ہے (ص ۱۶۵)

وقال فی معجم الشیوخ نصرالسنة المحفوظة حتی اعلی الله تعالیٰ مناره وجمع قلوب اھل التقویٰ علی محبتهٖ الخ (ص ۱۶۶) نقلاً عن ابی الکلامؒ

دیگر اہل علم ومعاصرین کے بیانات:

امام الجرح والتعدیل بل امام ائمۃ الجرح والتعدیل حافظ ابوالحجاج مزی صاحب التہذیب نے اس عہد کے تمام اصحاب حق کی طرح کہا تھا۔ مارایت مثله (ابن تیمیہؒ) ولارأی مثل نفسهٖ و مارأیت احداً اعلم بکتاب ' الله وسنةرسوله ولا اتبع لھما منه (وقال ایضا) لم یرمثله منذ اربع مائة سنة۔ وقال الشیخ نجم الدین فیه۔

علیم بأدواء النفوس یسوسھا ' بحکمتهٖ فعل الطبیب المجرب (از قصیدہ بائیہ) (تذکرہ: ص ۱۶۳)

مخالفین کا بھی اعتراف عظمت:

''ابن تیمیہ کے مخالفین میں سے زیادہ نام آور قاضی تقی الدین سبکی ہیں جنہوں نے مسئلہ زیارت وطلاق پر دو رسالے لکھے۔ قاضی سبکی اور ابن السبکی کے رسائل کا رد متعدد علماء نے لکھا۔ آ زانجملہ ابن عبدالہادی کی الصارم المنکی جو کہ چھپ چکی ہے' بہر حال یہ قاضی صاحب حافظ ذہبی کے ایک خط کے جواب میں ابن تیمیہ کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہیں'' یہ خادم ان کی قدر ومنزلت کی بزرگی علم کی بے پایانی' علوم عقلیہ ونقلیہ میں وسعت نظر کمال ذکاوت واجتہاد اور ان کے سارے اوصاف کمال میں وہاں تک پہنچ جانے کا معترف ہے جو حد توصیف سے باہر ہے' علی

الخصوص ان اوصاف کے ساتھ ان کا زہد ورع اور دیانت وحق پرستی اور صرف اللہ کے لئے نصرت حق میں قیام وثبات اور طریق سلف پر سلوک اور موارد سلفیہ سے بحد کمال اخذ ونظر اور بحیثیت مجموعی ان کا وہ مرتبہ کمال کہ موجودہ عہد میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں بلکہ کتنے ہی عہدوں سے پیدا نہیں ہوئے" (تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد)

معاصرت سب سے بڑی ابتلاء:

بعض علماء ہم عصر کی طرف سے ابن تیمیہ پر جرح وقدح بھی کیا گیا ہے جیسے ابوحیان امام النحو والادب کی طرف سے تو اس کے بارے میں فرمایا: قال ابن عباسؓ استمعوا علی العلماء ولا تصدقوا بعضھم علی بعض فوالذی نفسی بیدہ لھم اشد تغایراً من التیوس فی زروبھا وقال بعض الائمۃ یوخذ بقول العلماء فی کل شی الاقول بعضھم فی بعض حافظ ذھبی نے اس عنوان پر ایک رسالہ لکھا اور کہا کہ معاصرت سے بڑھ کر علماء کے لئے ابتلاء نہیں۔

ولوفتحنا ھذاالباب واخذنا بقول المعاصرین بعضھم فی بعض لماسلم لنا احد من الائمۃ والتابعین۔ قال ابی الکلامؒ الخ

ہم بے مایگان علم وتہی دستانِ عمل کو زیب نہیں دیتا کہ ان میں سے کسی کی نسبت بھی حرف سوء نکالیں یا ان کے ادب وتعظیم میں مضائقہ کریں، جنہوں نے اشرفیاں کمائیں تھیں انہوں نے ایک مٹھی مٹی کی بھی بھر لی لیکن ہمارے دامن میں بجز گردو خاک کے اور کیا ہے؟ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا باالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاللذین امنو ربنا انك رؤف الرحیم۔

کمال وعظمت ابن تیمیہ پر اجماع علماء:

الاجماع علی نبوغ ابن تیمیہؒ و کمالہ:

الرد الوافر میں عسقلانیؒ نے تقریباً ایک سو اکابر ومشاہیر عہد وقریب العہد کے اقوال نقل کئے ہیں، جنہوں نے باالاتفاق ان کے مجتہد مطلق، امام العصر نادرۃ الدھر، نابغۃ الاسلام، اوحد الزمان، مجدد کتاب وسنت، محی الملت، انموذج الخلفاء الراشدین، آخر الائمۃ المجتھدین، مفتی الفرق، الامام فی کل علم وفن اعجوب العلماء القرون الوسطیٰ ہونے کا ایسے لفظوں میں اعتراف کیا ہے، جن سے زیادہ توصیف وتمجید کے الفاظ نہیں ہوسکتے

نہ من برآں گل عارض غزل سرائم وبس   کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند!

قال الحافظ ابوالعباس عماد الدین الواسطی فی مکتوب الی اصحاب ابن تیمیۃ:

لم یرتحت ادیم السماء مثل شیخکم ابن تیمیہ علماً وعملاً وحالاً وخلقاً واتباعاً وکرماً وحلماً وقیاماً فی

حق اللہ تعالیٰ عند انتھاك حرماته......الخ وواللہ مارائینا فی عصرنا ھذا من تستجلی النبوۃ المحمدیة وسنتھا من اقواله وافعاله الاھذ الرجل یشھد القلب الصحیح ان ھذا ھوالاتباع حقیقة

انبیاء کرام کے بعد یہ مقام (تزکیہ نفوس وعلاج امراض روحانی۔س۔م) صرف انہی نفوس خاصہ کو حاصل ہوسکتا ہے جو اسوۂ حسنہ نبوت اور اخلاق وصفات نبوت کے کامل تاسی اور سنت سنیہ خالصہ ومحضہ کے کمال اتباع وتفانی سے وراثت ونیابت انبیاء ورسل کے مرتبہ پر پہونچ جاتے ہیں' اور معالجہ نفوس' وتداوی ارواح قلوب' وطبابت اقوام وملل کے تمام اسرار وخفایا ان پر اس طرح کھل جاتے ہیں کہ بقول صاحب تفہیمات" گویا همه رامیان هر دو چشم خود متمثل ومتشبح می بیند' ونه از چشم بصیرت بلکه از چشم سر مشاهده می کنند کا مقام کشف ورفع حجب حاصل ہوجاتا ہے' حضرت شیخ جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں اسی کی طرف اشارہ کیا۔

هم حراس القلوب' جواسیس الارواح' الامناء علی السرائر والخفیات' المطلعون علی ماالضمرت بواطن ونطوت علیه السیئات الخ

"وہ دلوں کے نگران ونگہبان روحوں کی جاسوسی کرنے والے' رازوں اور بھیدوں کے خزانچی اور سینوں کے اندر چھپی ہوئی باتوں اور دلوں کے تہہ کی نیتوں کی خبر رکھنے والے لوگ ہیں۔"

تو اگرچہ اس عہد میں بڑے بڑے اصحاب علم وعمل موجود تھے' مگر علیم بادواء النفوس الطبیب المجرب یہ بات صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ہی کے حصے میں آئی تھی۔ (تذکرہ ج اول ص ۱۶۳)

امام ابن تیمیہؒ، حافظ ذہبیؒ کے شیوخ میں سے:

حافظ موصوف (الذہبی س'م) نے معجم شیوخ میں لکھا ہے کہ مسند امام احمد بن حنبل اور مصنفات قاضی ابویعلیٰ وابن بطہ وابن مندہ وغیرھم اکابر حنابلہ اور بعض دیگر (مصنفات) صحائف سنت کی اجازت قراءت وسماع کے ساتھ میں نے ابن تیمیہ سے لی ہے۔اس کے علاوہ خود امام موصوف کی تمام مصنفات کی اجازت واسناد بھی حاصل کی ہیں الخ

سلف کی کمال حق وبے نفسی معاصرین وتلامذہ سے روایت:

خود معاصرین ایک دوسرے سے اجازت واسناد حاصل کرلیتے اور کمال حق پژوہی وبے نفسی سے ایک دوسرے کو بلاتکلف اپنے شیوخ میں شمار کرتے۔ ابن ابی شیبۃ نے وکیع کا قول نقل کیا ہے لا یکون الرجل عالماً حتی یحدث عمن ھو فوقة وعمن ھو مثله وعمن ھودونه۔ خود امام بخاری کا قول وعمل یہ تھا۔لایکون المحدث کاملاً حتی یکتب عمن ھوفوقه ومثله ودونه نقله الحافظ بن حجر فی ھدی الساری فلله درابی الکلام حیث قال۔ دنیا کی کسی قوم کی علمی تاریخ علم پرستی کی ایسی سچی اور پاک مثالیں پیش نہیں کرسکتی۔

اضطراب وبے اطمینانی متکلمین وفلاسفہ واعتراف تہی دامنی"

متکلمین فلاسفہ اطمینان سے محروم طبقہ:

شیخ عماد الدین واسطی جب اولاً ابن تیمیہ کی صحبت درس میں حاضر ہوئے تو علم کلام ہی کی نسبت صحبت تھی، امام موصوف فرمارہے تھے، دنیا میں متکلمین وفلاسفہ سے بڑھ کر مضطرب ومحروم اور اطمینان قلب وسرور روح کی لذت یک قلم نا آشنا اور کوئی گروہ نہیں پھر امام شہرستانی وامام رازی کے اشعار پڑھے کہ ان کی مدت العمر کاوش وتعمق کا ماحصل یہ تھا:

ے لعمری لقد طفت المعاهد کلها وسیرت طرفی بین تلك المعالم

فلم ارا لا واضعا کف حائر علی ذقن او قارعاً سن نادم

وقال الامام الرازیؒ

ے نهایة ارباب العقول عقال واکثر سعی العالمین ضلال

ولم نستفدمن بحثنا طول عمرنا سوی ان جمعنا فیه قیل وقالو (ص ۱۷۳)

وقال الشافعیؒ

ے کل العلوم سوی القرآن مشغلة الاالحدیث والاالفقه فی الدین

العلم ماکان فیه قول حدثنا ! وما سویٰ ذاك وسواس الشیطن (ص ۱۸۱)

قال ابن قیم فی النونیة الکبریٰ

ے العلم قال الله قال رسوله قال الصحابة هم اولوالعرفان

ماالعلم نصبك للخلاف سفاهة بین الرسول وبین رای فلان (ص ۲۷)

عظیم مصنفات ابن تیمیہؒ:

افسوس امت کی محرومی ودرماندگی پر کہ صدیوں سے یہ خزائن معارف کنوز حقائق موجود ہیں مگر کوئی ان کا شناسا وعارف پیدا نہ ہوا بلکہ ہمیشہ غفلت وجہل اور تعصب وجمود کی تاریکیوں میں مدفون ومجہول رکھا گیا۔وهذا لیست اول قارورة کسرت فی الاسلام وکم من نوبة قدموا الحق والعلم عن قوس واحدة علی الخصوص آج کل مسلمانوں میں جس فتنہ عقائد نے سر اٹھایا ہے اس کے لحاظ سے معارف ابن تیمیہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز مطلوب ومقصود وقت نہیں الخ ان کی زندگی میں ان کے مصنفات کی شہرت اتنی عالمگیر ہو چکی تھیں کہ مصر وشام سے گزر کر چین تک پہونچ چکی تھیں۔ابن حجر نے شمار کیا تو مشہور مولفات علاوہ تفسیر القرآن کے چار ہزار صفحات سے زیادہ ہیں (مختصراً س۔م)
شیخ ابن یوسف مرعی لکھتے ہیں کہ بلاد مصر وشام کے سیاح یمن ونجد کی طرف بہترین تحفہ اہل علم کے طلب کا مولفات ابن تیمیہ ساتھ لے جاتے ہیں (مختصراً س۔م ص ۲۱۷) قاضی القضاۃ شام شیخ شہاب الدین ملکاوی الشافعی (فقیہ

الشام اور ابوالعباس ابن حجی کے شیخ ہیں) نے امام نووی کے شرح مسلم فروخت کر کے اسکی قیمت سے امام موصوف کی الرد علی النصاریٰ (فی المجلات الاربعہ) خریدی (مختصراً س م ص ۲۱۷) شیخ ابن یوسف مرعی لکھتے ہیں کہ بلاد مصر و شام کے سیاح یمن و نجد کی طرف بہترین تحفہ اہل علم کے طلب کا مولفات ابن تیمیہ ساتھ لے جاتے ہیں (مختصراً س م ص ۲۱۷) قاضی القضاۃ شام شیخ شہاب الدین ملکاوی الشافعی فقیہ الشام اور ابوالعباس ابن حجی کے شیخ ہیں) نے امام نووی کی شرح مسلم فروخت کر کے اس کی قیمت سے امام موصوف کی الرد علی النصاریٰ (فی المجلدات الاربعہ) خریدی (مختصراً س م ص ۲۱۷)

سند اقرب وجید کی جستجو: حافظ سخاویؒ نے مسند امام احمد کی ایک ایسی سند کے لئے جس میں ان کی حاصل کردہ سند کا ایک واسطہ کم تھا، مصر سے عراق تک کا سفر کیا۔ علامہ فلانی خود لکھتے ہیں کہ صحاح کی اقرب ترین اسناد کی جستجو میں تمام دیار مصر و شام و جزیرہ اور نجد و حساء کی خاک چھانی الخ۔ فربری کا قول مشہور ہے کہ امام بخاریؒ سے ان کی زندگی میں نو دس ہزار آدمیوں نے جامع صحیح کی سند حاصل کی۔ الخ۔ جس دن امام علی رضاؒ نیشا پور میں داخل ہوئے، بیس ہزار آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ صرف ایک حدیث انکے آبائی سلسلہ سے سُن لیں اور اہل بیت کے سلسلہ عالیہ اسناد سے مشرف و مفتخر ہوں ان بیس ہزار آدمیوں میں حافظ ابوزرعہ اور امام مسلم بھی تھے۔ الخ (والتفصیل فی علمائے سلف)

گھر بیٹھے علم دین سیکھنے کا جامع پروگرام

اوپن یونیورسٹی سے آسان طریقہ — نہ کسی مدرسہ میں داخلہ، نہ مروجہ امتحانات

ہر عمر کے مرد و خواتین کیلئے — پورے ملک کے تمام علاقوں کیلئے

تعلیم الاسلام سرٹیفکیٹ — ڈپلومہ: فاضل علوم اسلامی

اسناد فضیلت: الاستاذ، رئیس الاساتذہ

مبلغ اسلام کورس — مدرس قرآن کورس

(سکولوں، کالجوں اور دینی مدارس کیلئے خصوصی پیکج)

تعلیمی بورڈ: ڈاکٹر سہیل حسن، صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن، علامہ زاہد الراشدی، جناب خلیل الرحمٰن چشتی، جناب اکرام اللہ جان، پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمٰن عاصم، مولانا عبدالمالک، حافظ عاکف سعید، ڈاکٹر ایس ایم زمان، ڈاکٹر سید زاہد حسین، مولانا حنیف جالندھری، ڈاکٹر نجم الدین، مولانا محمد صدیق ہزاروی

دعوت فاؤنڈیشن پاکستان مکان نمبر: 1، STI کالونی، پلاٹ نمبر: 7، سیکٹر: H-9، اسلام آباد۔

ای میل: anfides@gmail.com ــــ فون: 0313-8484860, 0323-5131416, 051-4444266